Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

بانی: مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

ماہنامہ علمی سماجی ماہِ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ شمارہ ٦٦

بانی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

5 عورت پر تین اعتراض
مرجع عالی قدر دام ظلہ کے جوابات

7 حضرت ام البنینؑ کی نمایاں خصوصیات

10 نماز میں سستی کے نقصانات

14 خطبہ فدک سے چند فرامین

15 میدانِ محشر میں عظمتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا

17 بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل صحیح بخاری و صحیح مسلم میں

18 وضو کی اہمیت اور اس کا اجر و ثواب (دوسری قسط)

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

سماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير

الشیخ بشیر حسین النجفی

دام ظلہ الوارف

کی

نصیحت

مؤمن کے حقوق

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ و السلام علی اشرف المبعوثین محمد و آلہ المعصومینؑ واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائھم اجمعین الی یوم الدین:

قال اللہ سبحانہ: وَ الْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِناتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر

اور مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں ایک دوسرے کے لئے مددگار ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

(سورہ توبہ ۷۱)

حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے مؤمن کے مؤمن پر ۳۰ (تیس) حقوق بیان فرمائے اور فرمایا:
ان حقوق کو پورا کئے گئے بغیر کوئی معافی نہیں ہے۔
۲۳ حقوق پر گزشتہ شماروں میں تفصیل سے گفتگو ہو چکی اور یہ اس حدیث مبارک کی شرح کی آخری قسط ہے۔

چوبیسواں حق (۲۴)

وَ يُصَدِّقُ أَقْسَامَهُ

مؤمن ایک دوسرے کی قسموں کی تصدیق کرے۔

اس کے درج ذیل معانی مراد لئے جا سکتے ہیں:

۱: اگر کسی مؤمن نے کسی واقعہ کے سچے ہونے پہ قسم کھائی ہے تو اس کے سچے ہونے اور اس کی قسم کے درست ہونے میں شک نہ کرے بلکہ اس کو قبول کرے۔

۲: اگر کسی مؤمن نے آپ سے قسم کھا کر کسی چیز کا مطالبہ کیا ہو مثال کے طور پر ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے کہے کہ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں آپ کل میری دعوت قبول فرمائیں یا آپ میرا فلاں کام کریں یا مجھے فلاں کام میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے آپ میری مدد فرما دیں تو اس مؤمن کے ان مطالبوں کا پورا کرنا اس مؤمن پر حق ہے۔

پچیسواں حق (۲۵)

وَ يُوَالِي وَلِيَّهُ وَ يُعَادِي عَدُوَّهُ

مؤمن کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ مؤمن کے دوست کو دوست سمجھو، اس سے دشمنی نہ کرو۔

یعنی اگر مؤمن کے دوست سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو چونکہ وہ مؤمن کا دوست ہے اس لئے اس سے در گزر کرو اور اس سے دشمنوں جیسا معاملہ نہ کرو۔

معصومؑ سے روایت ہے کہ مؤمن کے دو قسم کے دوست اور دو قسم کے دشمن ہیں، جو آپ کے دوست کا دوست ہے وہ بھی آپ کا دوست ہے اور جو آپ کے دشمن کا دوست ہے وہ بھی آپ کا دشمن ہے، اسی وجہ سے ہمیں خدا کی طرف سے حکم ملا ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے محبت رکھیں اور ان کے محبوں سے بھی دوستی رکھیں اور اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں پر ہمیشہ تبری کریں (اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ براءت کا اعلان کرتے رہیں بلکہ دل سے نفرت کرنا کافی ہے اور یہ واضح ہے کہ عقل مند آدمی ہر کام ہر جگہ پر نہیں کرتا۔

چھبیسواں حق (۲۶)

وَ یَنْصُرُهُ ظَالماً وَ مَظْلُوماً فَأَمَّا نُصْرَتُهُ ظَالماً فَیَرُدُّهُ عَنْ ظُلْمِهِ وَ أَمَّا نُصْرَتُهُ مَظْلُوماً فَیُعِینُهُ عَلَى أَخْذِ حَقِّهِ

اپنا مؤمن بھائی خواہ ظالم ہو یا مظلوم اس کی مدد کرو لیکن ظالم ہونے کی صورت میں مدد کا معنی یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکیں اسطرح اس کی مدد کریں تاکہ وہ جہنم کا ایندھن نہ بنے۔

کیونکہ ظالم ملعون ہے اس پر خدا کی لعنت ہے ہم اس کو ظلم سے روکیں گے تو اس طرح اس کی مدد کریں گے تاکہ وہ خدا کی لعنت کا مستحق نہ بن جائے۔

اور مظلوم مؤمن کی نصرت سے مراد یہ ہے کہ مظلوم مؤمن کی مدد کریں تاکہ وہ اپنا پورا حق ظالم سے لے سکے۔

ستائیسواں حق (۲۷)

وَ لَا یُسْلِمُهُ

اور اس مظلوم مؤمن کو ظالموں میں تنہا نہ چھوڑیں اور اسے مصیبتوں میں قید نہ رہنے دیں، اگر اس طرح آپ نے اس کو تنہا چھوڑ دیا تو آپ نے اس کو اسکے دشمن کے سپرد کر دیا۔

اٹھائیسواں حق (۲۸)

وَ لَا یَخْذُلُهُ

اور اس کو بے یار و مددگار چھوڑ کر ذلیل و خوار نہ کرے۔

انتیسواں حق (۲۹)

وَ یُحِبُّ لَهُ مِنَ الْخَیْرِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِه

ہر وہ اچھی چیز یا اچھا مطلب یا اچھی رغبت جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے مؤمن بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔

اسی معنی میں رسول اسلام ﷺ سے ان کا فرمان نقل کیا گیا ہے:

پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں: لایکون المومن مؤمنا الا اذا احب لاخیه مایحب لنفسه

مؤمن اس وقت تک صحیح مؤمن نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے مؤمن بھائی کے لئے اس چیز کو نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

(اسی لئے جب سے میں نجف اشرف آیا ہوں مجھے نجف اشرف سے محبت ہے اسی لئے اپنے آپ کو نجفی کے لقب سے موسوم کیا ہے اور میری تمنا ہے کہ تمام دنیا کے شیعہ نجفی بن جائیں اور ان شاء اللہ وہ بنیں گے جب مولا امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور کوفہ ان کا دار الخلافہ ہوگا اور جب مولاؑ کو کسی رات آرام کرنے کا وقت ملے گا تو وہ نجف اشرف میں آرام فرمائیں گے۔)

تیسواں حق (۳۰)

وَ یَکْرَهُ لَهُ مِنَ الشَّرِّ مَا یَکْرَهُ لِنَفْسِه

اور ہر وہ شر اور بری چیز جس کو وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتا اور خود اس سے نفرت رکھتا ہے اس کو بھی مؤمن بھائی کے لئے اچھا نہ سمجھے۔

ثُمَّ قَالَ ع سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ص یَقُولُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَیَدَعُ مِنْ حُقُوقِ أَخِیهِ شَیْئاً یُطَالِبُهُ بِهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَقْضِی لَهُ وَ عَلَیْهِ

معصومؑ فرماتے ہیں کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر مؤمن اپنے مؤمن بھائی کے حقوق میں سے کسی حق کو ادا نہیں کرتا تو دوسرا مؤمن قیامت کے دن اس کا مطالبہ کرے گا اور خدا اس دوسرے مؤمن کے حق میں فیصلہ کرے گا۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد وعجل فرجھم

عورت پر تین اعتراض

اور مرجع عالی قدر دام ظلہ کے جوابات

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

اعتراض ا:

طلاق کو مرد کے ہاتھ میں کیوں رکھا گیا ہے یعنی عورت اور مرد میں اسلام نے تفریق رکھی ہے یا فطرتا عورت کو مرد سے کم تر خلق کیا ہے یا یہ کہ مرد اس پر حاکم رہے دونوں صورتوں میں اشکال باقی ہے؟

جواب:

واضح رہے کہ نکاح و طلاق کے احکام کو خدا وندِ عالم نے عورت اور مرد کے جسمانی روحانی اور فطری تقاضو ں کے پیش نظر اور کنبہ کی محافظت اور ازدواجی زندگی کو صحیح ڈھانچے میں اور مناسب حدود میں رہنے کے لئے تشریع فرمائے ہیں اور معلوم ہے کہ عورت فطری طور پر جذباتی عاطفت پسند ہے اگر اس کو شرعی حدود کی پابندی میں نہ رکھا جائے تو ہر عورت کو کوئی مرد بھی نرم اور عاطفت آمیز اور محبت سے سرشار کلمات سے اپنی گرفت میں لے سکتا ہے جس کے باعث ہر عورت اپنے ہر شوہر سے طلاق لے کر آزاد ہونے کی فکر میں پڑ جائے گی صرف وہ عورتیں جن کو خدا وندِعالم نے عصمت طہارت پاکیزگی نفس ، عزت اور دین کی محبت سے لبریز کیا ہے وہ اس حکم سے خارج ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ کنبہ اور اس کی حفاظت کی تمام ذمہ داریاں شوہر پر ہیں اورخداوندِعالم نے مرد کو عقل زیرکی ، کنبہ کی حفاظت اور اس کی جسمانی مضبوطی اور تمام اخراجات کا ذمہ دار بنایا ہے جس طرح چھوٹی یا بڑی یا اجتماعی قیادت کو کسی غیر ذمہ دار شخص کے سپرد کرنا مناسب نہیں اسی طرح کنبہ کی رہبری اور سرداری کو غیر ذمہ دار شخص کے سپرد کرنا کنبے کی بربادی اس کی بے راہ روی اور اس کے انتشار کا موجب ہوتی ہے اور اس کی واضح دلیل یورپ کے موجودہ حالات ہیں کہ جہاں کے اکثر قوانین میں عورت کو طلاق کا حق دیا گیا ہے اس کے نتیجے میں بہت کم ایسی عورتیں ہیں جو کئی دفعہ طلاق جیسی سخت ذمہ داری کے سبب کنبے برباد کر چکی ہیں جس کے باعث ان کے بچے ماں اور باپ کے ہوتے ہوئے یتیموں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

البتہ بعض حالتوں میں شوہر کی نا اہلی اور غیر ذمہ دار ہونے کے سبب عورت طلاق لینے پر مجبور ہو سکتی ہے ایسے حالات کا سامنا کرنے کے لئے اور اس سے باوقار اور باعزت طریقے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے طلاق خلع و مبارات کو وسیلہ قرار دیا گیا ہے

پہلی صورت میں جب عورت شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو وہ اپنے شوہر کو کسی طرح راضی کرے کہ وہ مہر یا کسی اور عوض کو دے اور اسے طلاق دینے پر راضی کر سکتی ہے ۔

اور دوسری حالت میں جب شوہر اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے سے چھٹکارے کی ضرورت ہو اور مرد کسی مجبوری کے تحت مفت طلاق نہ دے سکتا ہو تو بھی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ کم از کم مقرر شدہ مہر کو شوہر کو دے دے تاکہ شوہر باآسانی عورت کو طلاق دے کر آزاد کرنے پر آمادہ ہو جائے ۔

نوٹ: واضح رہے کہ شریعت میں طلاق کو نہایت نفرت آمیز کام سمجھا گیا ہے اس سے کنبے کی بربادی اور عورت کی پیشانی پر طلاق شدہ جیسے دھبہ سے ملوث اور مرد کو اجتماعی طور پر ناکام شوہر جیسا لقب دیا جاتا ہے اور طلاق کے بعد ہر صورت میں بچے اپنے ماں باپ کی یا کم از کم ایک کی محبت ، شفقت سے محروم ہو جاتے ہیں اور یہ بہت بڑی اجتماعی آفت ہے۔

اعتراض ۲:

کیا اسلام عورت کو کسب معاش اور نوکری کرنے سے منع کرتا ہے

اور اس کے گھر رہنے پر ترجیح دیتا ہے ؟ تو کیا یہ عورت کو ملک ، معاشرے اور اجتماع کی تعمیر و ترقی میں کردار ادا کرنے سے محروم کرنا نہیں ؟

جواب :

اسلام عورت کو کسب معاش سے منع نہیں کرتا بلکہ پاک دامن عورتیں اسلام میں ضرورت کے پیش نظر تجارت اور کسب معاش میں خوب حصہ لیتی تھیں اور لیتی ہیں ۔

البتہ جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ احکام شریعت کی پابندی، عزت اور عفت اور طہارت کو پیش نظر رکھے اس طرح عورت پر بھی واجب ہے کہ اپنی حرکت و سکون کو پیش نظر رکھے ۔ عزت ، عفت اور شرعی احکام کی روشنی میں کسب معاش کرے اس طرح عورت مرد کے دوش بدوش اجتماعی اقتصادی امور میں حصہ لے سکتی ہے اور اپنی ضروریات زندگی کو خود پورا کر سکتی ہے ۔

لیکن یہ واضح رہے کہ خدا وند عالم نے عورت کی جسمانی اور روحانی اور نفسیاتی ضروریات کے پیش نظر اس کی زندگی کی ضروریات کو والد کے ذمہ ڈالا ہے جب تک اس کو کسی مرد کی صحیح اور شرعی زوجیت سے مزین نہ کیا جائے اور اگر عورت خود کفیل ہو اور اپنی ضروریات زندگی خود پورا کر سکتی ہو تو اس کی مالی حیثیت ایسی ہو جو اس کے لئے کافی ہو تو اس صورت میں والد کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اس کی مالی ذمہ داری کو لے اور جب عورت شادی کے بعد ہمسری جیسے بابرکت ، باعزت زندگی کے دائرے میں آجائے تو اس کی تمام تر ضروریات کا ذمہ دار اس کا شوہر ہو گا اور ظاہر ہے کہ عورت کو یہ حمایتیں شادی سے پہلے والد کی حمایت اور شادی کے بعد شوہر کی حمایت کے ساتھ اس کے لئے اپنی عزت عفت اور پردہ داری اور ابتذال سے دوری ایک چلتے پھرتے کھلونے کی طرح بے پردہ مردوں کی تشنہ آنکھوں کے تیروں سے محفوظ رکھا گیا ہے اور اگر عورت پردے کی حفاظت کے ساتھ کسی بھی طرح کسب معاش کر سکتی ہے ہو تو وہ بہت اچھی بات ہے جس میں شادی کے بعد شوہر کی اجازت ضروری ہو گی جیسے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا اور جیسے اور خاندانوں کی پاک دامن عورتیں کسب معاش کرتی تھیں اور کرتی ہیں۔

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام عزت ، عفت کی نگہداری اور شرافت کو خواتین میں دیکھنا چاہتا ہے ۔

ہمارے گزشتہ بیانات سے خوب واضح ہو گیا کہ اسلامی قوانین اور اسلام کے عائلی قوانین میں دونوں صنفوں کے بنیادی جسمانی ، روحانی تقاضوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں صنفوں کی طبیعت کا اختلاف اور ان کے رجحانات اور ان کی اپنی حفاظت اور اس طرح جسم کی طاقتوں کو اور رغبات کو پورا کرنا اور اس کی اپنی صلاحیتوں کو صحیح طور پر استعمال کرنا کہ جس طرح ایک بوتل میں گراں قدر عطر ہو جو تھوڑی ٹھوکر سے چکنا چور ہو سکتی ہو عورت کی عاطفت اور مرد کی طرف انجذاب سے صحیح فائدہ لینا اور دینا اسی وقت ہو سکتا ہے جب عورت کو وہ ذمہ داریاں سونپی جائیں جس سے اس کی صحیح واقعیت و مطابقت ہو اگر عورت کو پوری آزادی دی جائے کہ جو چاہے کرے تو عورت ایک نازک شیشے کی بوتل جیسی ہے کہ جس میں گراں قدر عطر ہو اور مرد کی دل فریب ، چوکنی باتوں سے اس کی خواہشات کا آلہ کار نہ بن جائے۔

اعتراض ۳ :

کیا عورت ناقص العقل ہے؟

جواب :

خدا وندِ عالم نے نوع انسان کی بقاء اور نشو و نما کے لئے دو صنفوں میں تقسیم کیا مرد اور عورت دنوں کے ذمہ کچھ اجتماعی اور دیگر واجبات سونپے گئے ہیں اگر دونوں میں سے کوئی بھی ان واجبات سے کنارہ کشی کرے تو نوع بشری کا استمرار خطرے میں پڑ جائے گا اور ان واجبات کو پورا کرنے کے دونوں صنفوں میں جسم نفس اور دیگر دیرینہ غرائض و مقاصد کو انجام دینے کے لئے مختلف طاقتوں سے نوازا ہے ۔

مثال کے طور مرد کو جفاکش اور اجتماعی اور سیاسی اور کسب رزق وغیرہ جیسے فرائض انجام دینے کے لئے مضبوط جسم جفا کش ہڈیاں اور تحمل اور زیر کی عقل مندی وغیرہ کی بنیادی طاقتوں سے نوازا ۔

اس کے خلاف عورت کو فرائض سونپنے میں خوبصورتی نزاکتِ جسم اور غرائض،رغبتوں والے جسم کے ساتھ مرد کے لئے محل نظر اور اہتمام بنایا ہے اور اس کے ساتھ عاطفت کو ایک مہم رکن زندگی کی حیثیت سے اس صنف میں قرار دیا ہے اور یہ عاطفت وہ چیز ہے کہ جس سے ازدواجی زندگی کی بنیاد بچوں کی ابتداء حمل سے لیکر بلوغ تک اور خود مختاری تک پہنچنے کے لئے ماں کی عاطفت کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے جب عاطفت میں قوت ہو گئی اور حسب ضرورت مختلف حرکت و سکون میں ایک واضح حیثیت سے ظاہر ہو گی تو اس کا فطرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت عمومی طور پر مہم اور امور عزائم کے ادارے سے عاجز ہو گئی اور ان تکالیف شرعیہ سے بھی عاجز ہو گئی کہ ہم جس کے لئے خشونت جسم و جذبات سے دوری عاطفت سے بے کناری کی ضرورت ہوتی ہے ایسی تکالیف سے دور ہو گی جیسے جہاد اور کسب معاش اور سخت کام وغیرہ اور ظاہر ہے اس معنی کو ناقصل العقل سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس میں نقص کے معنٰی کو غلط سمجھا گیا ہے ۔

خدا وند عالم نے ان چیزوں کو ایک خوبصورت رنگ میں عورت میں رکھا ہے تاکہ اس کی اجتماعی حیثیت سے موجب جمال نفس جمال جسم کا باعث بنی ہے ۔

حضرت ام البنین رضوان اللہ علیہا کی نمایاں خصوصیات

السلام علیکِ یا اُمّ البنین

مولانا شہباز حسین مہرانی

تاریخ اسلام میں چند خواتین ایسی گزری ہیں جنھوں نے اھل بیت علیہم السلام کے خاندان میں زندگی گزاری اور اھل بیت علیہم السلام کی اخلاق اور سیرت کو اپنایا اور اپنی تمام توانائیاں راہ دین اسلام میں خرچ کردیں حتی کہ اپنا مال اور اولاد سب کچھ اسی پہ ختم کردیا۔ اور انھیں خواتین کا نام آج بھی تاریخ میں نیک نامی سے لیا جاتا ہے تا قیام قیامت یہ دوسری خواتین کے لیے ایک نمونہ اور مثال ہیں کہ دین محمدی پہ کیسے عمل کیا جاتا ہے۔

اور انہیں میں سے ایک حضرت ابو الفضل العباس کی ماں حضرت ام البنین ہیں۔

حضرت ام البنین کا نام فاطمہ بنت حزام ہے، آپ کی کنیت ام البنین ہے۔

آپ کا تعلق کلابیہ خاندان سے تھا،اس دور میں یہ خاندان شرافت، شجاعت اور ادب میں اپنی مثال آپ تھا۔

مولائے کائنات امیرالمومنین علی علیہ السلام نے حضرت عقیل بن ابی طالب کے مشورے سے کلابیہ خاندان کی اس خاتون ام البنین سے رشتہ ازدواج قائم کیا۔

ام البنین کے نام سے مشہور ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب یہ باکمال خاتون امیرالمومنین علی علیہ السلام کے گھر میں آئیں تو انہوں نے التجا کی کہ مجھے اپنے نام فاطمہ سے نہ پکارا جائے تاکہ حضرت حسنین شریفین علیہما السلام اور سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کو اپنی ماں یاد نہ آ جائے اسی وجہ سے یہ خاتون اپنی کنیت ام البنین کے نام سے مشہور ہو گئیں۔

کسی بھی شخصیت کی معرفت حاصل کرنی ہو تو اس کی خصوصیات اور صفات کو دیکھا جائے کہ وہ کن صفات کی حامل ہے ،اور جب ہم حضرت ام البنین کی سیرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے یہ خاتون بہت ساری ایسی صفات کے حامل تھیں جس کی نظیر ملنا بہت ہی مشکل ہے۔

پہلی خصوصیت: آپ کی وفاداری

آپ ایک باوفا خاتون تھیں ،امیرالمومنین علی علیہ السلام کے گھر میں قدم رکھنے کے بعد تا آخر عمر اہل بیت علیہم السلام کے گھرانے سے ہمیشہ با وفا رہیں ، اس کی واضح مثال یہ ہے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد کسی اور سے رشتہ ازدواج منسلک نہیں کیا ، او رہتی دنیا تک آپ کے بیٹے نے وفا کی ایسی مثال قائم کی ہے اس کا تا قیامت کوئی ثانی نہیں ملے گا۔

دوسری خصوصیت: مضبوط ایمان کی مالکہ

اور اسی طرح دوسری خصوصیت قوت ایمانی تھی۔

علامہ شیخ مامقانی اپنی کتاب تنقیح المقال میں لکھتے ہیں کہ:

آپ کی قوت ایمانی کا جس چیز سے استفادہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب کربلا کے جانسوز واقعے کے بعد بشیر نے آپ کو اپنے چار فرزندوں میں سے ایک کی شہادت کی خبر دی تو آپ نے فرمایا اس کا کوئی معنی نہیں ہے ، مجھے

حسین علیہ سلام کے بارے میں بتاؤ۔

اس کے بعد بشیر نے ایک ایک فرزند کی شہادت کو بیان کیا یہاں تک کہ مولا غازی عباس کی شہادت کو پڑھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس واقعہ نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے ، میری اولاد اور جو کچھ آسمان کے نیچے ہے وہ ابی عبد اللہ امام حسین علیہ السلام پر فداء ہے ۔اگر امام حسین علیہ السلام صحیح و سالم ہیں تو چار بیٹوں کا شہید ہونا میرے اوپر آسان ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ایمان کے ایک عظیم اور بلند مقام و مرتبہ پر فائز تھیں۔(تَنقیحُ المُقالِ ج ۳ ص ۴۰).

تیسری خصوصیت : تربیت اولاد

تربیت اولاد کا اہم ترین عنصر تعلیم اور تربیت ہے۔حضرت ام البنین نے اپنی اولاد کی ایسی تربیت کہ جس کی ایک جھلک حضرت ابوالفضل عباس علیہ السلام کی زندگی میں ملتی ہے ، آپ علیہ السلام نے اپنی ماں کی تمام صفات پائی جاتی تھی ادب ، شجاعت، اخلاص، تواضع ،ایمان اور بصیرت وغیرہ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام البنین میں یہ تمام صفات پائی جاتی تھی۔

چوتھی خصوصیت : کربلا کے جانسوز واقعے کو یاد رکھنا۔

کتاب ریاض الاحزان کے مصنف لکھتے ہیں کہ :

و أقامت أم البنين زوجة أميرالمؤمنين العزاء علي الحسين عليه السلام، و اجتمع عندها نساء بني هاشم يندبن الحسين و أهل بيته-

امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی زوجہ ام البنین امام حسین علیہ السلام کے لئے عزاء و ماتم برپا کرتی تھیں اور بنی ھاشم کی خواتین کو جمع کرتی تھیں اور امام حسین علیہ السلام اور اھل بیت علیھم السلام پر گریہ کرتی تھیں ۔(ریاض الأحزان: ص ۶۰)

اور اسی طرح ادب ، شجاعت ، محبت اہل بیت علیہ السلام ، شاعری ، علم و دانائی ،مستحکم و راسخ ایمان و ایثار اور فداکاری کا بہترین پیکر تھیں۔

اللہ تعالی نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو اس باوفا خاتون سے چار فرزند عطا کئے۔

1۔ حضرت عبّاس بن علی بن اِبی طالب : آپ کا نام عباس مولائے کائنات علی علیہ السلام نے رکھا۔آپ علیہ السلام کی مشہور القاب یہ ہیں قمر بنی ہاشم ،ساقی العطاشی، بطل العلقمی ، حامل اللواء ہیں۔

-2عبد اللہ بن علی بن اِبی طالب, آپ نے پچیس سال کی عمر میں اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام پر اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

-3عثمان بن علی بن اِبی طالب ۔ آپ کی عمر کربلا کے میدان میں ۲۳ سال تھی۔

-4جعفر بن علی بن اِبی طالب ۔آپ کی عمر شہادت کے وقت ۱۹ سال تھی۔

حضرت ام البنین رضوان اللہ علیہا کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے ان چار فرزندوں نے کربلا کے میدان میں دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ۔

حضرت ام البنین رضوان اللہ علیھا کربلا کے واقعے کے بعد اور اپنے بیٹوں کی شہادت کے بعد روزانہ حضرت عباس کے بیٹے عبید اللہ کے ساتھ جنت البقیع جاتی تھیں اور وہاں چند اشعار پڑھتی تھیں اور روتی تھیں اور مدینہ کے لوگ جمع ہوتے تھے ۔

اور حضرت عباس علیہ السلام کی یاد میں یہ اشعار پڑھتی تھیں ۔

یا من رَاَی العباس کرّ   علی جماهیر النقد
و وراه من ابـنـاء حیدر   کل لیث ذی لبد
انبئّت اَنّ ابنی اصیب   براسه مقطوع ید
ویلی علی شبلی اما   ل براسه ضرب العمد
لو کان سیفک فی ید   یک لما دنا منه احد

اے شخص تم نے دیکھا کہ حضرت عباس نے دشمن پر حملہ کیا۔

مولا علی علیہ السلام کے فرزند آپ کے پیچھے تھے ۔

وہ خبر دے رہے تھے کہ آپ کے فرزند کے ہاتھ کاٹ دیے گئے اور آپ کے سر کو گہری ضرب لگائی گئی ۔ اگر آپ کے ہاتھ تلوار ہوتی تو کوئی بھی آپ کے نزدیک نہ آتا ۔

یہ بافضیلت و مقام والا صفات خاتون حضرت ام البنین رضوان اللہ علیہا مشہور روایت کے مطابق ۱۳ جمادی الثانی سن ۶۴ ھجری جمعہ کے دن دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئیں۔

روایت میں آیا ہے کہ فضل بن عباس علیہ السلام حضرت ام البنین کی وفات کے دن امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے اور غمگین حالت میں آئے ، اور فرمایا میری دادی ام البنین وفات پا گئی ہیں۔

(أُمُّ البَنِينَ سِيرَتُهَا وَكَرَامَتُهَا – للزُّهَيْرِي ص ١٦٩).

****** ****** ******

ہم کس طرح اس عظیم خاتون باوفا حضرت ام البنین کی یاد کو تازہ کر سکتے ہیں ؟

کم سے کم ہم آپ کی شہادت تیرہ جمادی الثانی کے دن چند ایک کام انجام دیں تو یقیناً آپ کی یاد تازہ ہوجائے گی۔

آپ کی یاد میں مجالس برپا کریں۔اور اسی طرح آپ کی حیات اور سیرت کا مطالعہ کریں ۔اور اسی نہج پر اپنی اولاد کو محبت اہلبیت اطہار علیہم السلام کی تعلیم دیں ۔

اور اسی دن قرآن مجید کی تلاوت کرکے اس کا ثواب آپ کو ہدیہ کریں۔

السَّلَامُ عَلَى الغَيُورَةِ الطَّاهِرَةِ أُمِّ البَنِينَ، وَالسَّلَامُ عَلَى أَوْلَادِهَا الأَرْبَعَةِ، وَلَا حَرَمَنَا اللهُ مِنْ كَرَامَتِهَا وَشَفَاعَتِهَا يَوْمَ القِيَامَةِ۔

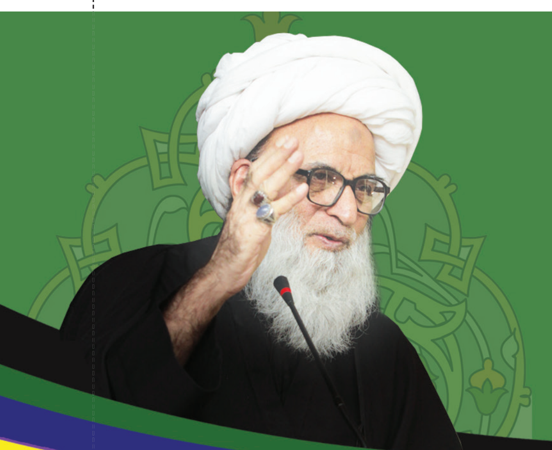

لباس اللہ کے حکم کے مطابق

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

میرے بچوں خاص طور پر کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے واجب ہے کہ وہ شریعت مقدس کی حدود و قوانین کی پابندی کریں ان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایسا لباس پہنیں یا کوئی ایسا کام کریں کہ جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

واجب ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے جو مؤمن کی اہانت اور اسے صحیح راستے سے دور کرنے کا سبب بنے۔ میری مومنہ بیٹیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر اس کام سے دور رہیں جو ان کے لئے شریف خواتین کے راستہ سے نکلنے ،ان کی توہین وبے حرمتی اور فسق وفجور کا باعث بنے، خواتین کیلئے واجب ہے کہ وہ مغرب کی اندھی تقلید میں بے ہودہ لباس نہ پہنیں، پس خواتین کے لئے ایسا لباس پہننا حرام ہے کہ جس میں عورت کی جسمانی ساخت اور ڈھانچہ نظر آئے۔

اسی طرح مرد کے لئے بھی ایسا لباس پہننا حرام ہے جو اس کی شرمگاہوں کو نہ چھپائے۔ میرے نوجوان بچوں کے لئے ضروری ہے کہ خوفِ خدا اور تقویٰ کو اپنا دستور و شیوہ قرار دیں، درس وتدریس کو مکمل اہمیت دیں، اخلاقی تہذیب اور صحیح اسلامی سیرت و کردار پہ کاربند رہیں۔ میں کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ بے ہودہ مغربی لباس پہنے کہ جس کی وجہ سے انسان کی عزت اور قدر ومنزلت ختم ہو جاتی ہے اور وہ متوازن راستہ کو کھو بیٹھتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ کیوں ہمارے جوان مغربی کافر کی بیہودہ اور قبیح کاموں میں پیروی کرتے ہیں اور تعلیم کے حصول اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں نئی نئی ایجادات اور انکشافات کرنے کے بارے میں نہیں سوچتے تاکہ اپنی مفقود قدر ومنزلت کو حاصل کریں۔ اگر مغرب کی تقلید کرنی ہی ہے تو ان کی ترقی اور ٹیکنالوجی میں تقلید کریں، علوم کے ذریعے تمام دنیا پر قبضہ کرنے میں ان کی تقلید کریں نہ کہ بے ہودہ کاموں میں۔

ہم تمام کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب قول و فعل کے ذریعے امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی دعا میں موجود کلمات پر عمل کریں

نماز میں سستی کے نقصانات

مولانا محمد تقی ہاشمی

قرآن کریم میں ارشادِ رب العزت ہوتا ہے:

وَ إِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لا تُحْصُوها۔

اور تم اللہ کی نعمتوں کو شمار بھی کرنا چاہو تو نہیں کرسکتے ہو۔ سورہ نحل آیت ۱۸

انسان اگر ہر لمحے سانس لے رہا ہے تو یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے چونکہ اگر وہ یہ نعمت عطا نہ کرے تو انسان سانس لینے پر ہی قدرت نہیں رکھتا اور جس ہوا میں سانس لے رہا ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے نعمت ہے اور جس زمین پر کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر یا سو کر سانس لے رہا ہے وہ زمین بھی اللہ کی طرف سے نعمت ہے اور انسان کا کھڑا ہونا یا بیٹھنا یا سونا یا آرام کرنا بھی اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

اور اگر کھانے پینے کے مسائل میں آجائیں تو انسان کی زبان کا ذائقے کو محسوس کرنا بھی بہت بڑی نعمت ہے اور کھانے کی صلاحیت ، ہضم و خون وغیرہ کا بننا بھی سب اللہ کی نعمت ہے اور جو وہ کھا پی رہاہے حتی کہ وہ پانی جسے انسان معمولی سمجھتا ہے وہ بھی انسان کا اپنا بنایا ہوا نہیں وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور جو وہ کھاتا ہے وہ بھی انسان کی اپنی تخلیق نہیں وہ بھی اللہ کی پیدا کی ہوئی نعمت ہے۔

اگر دیکھنے ، سننے اور بات کرنے کے مسائل پر آجائیں تو یہ آنکھیں یہ کان یہ زبان یہ زبان کا علم یہ سب اللہ کی عطا کردہ نعمات ہیں۔

اور اگر سمجھنے پڑھنے اور سوچنے کی بات پر آجائیں تو یہ عقل و دل بھی اللہ کی عطا کردہ نعمات ہیں اگر آج میں لکھ رہا ہوں اور آپ پڑھ رہے ہیں تو یہ قدرت و صلاحیت یہ طاقت بھی اللہ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے۔

یعنی انسان اپنی ذات میں سوچنا شروع کر دے تو اللہ کی اتنی زیادہ نعمات ہیں کہ انسان فقط اپنی ذات کے بارے میں بھی عطا کردہ نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتا۔

پس یہ بات تو ثابت ہے کہ انسان کے پاس سوئی کے ذرہ برابر بھی اپنا کوئی کمال نہیں ہے سب اس کے خالق ومالک رحمٰن و رحیم اللہ کی طرف سے عطا کرد ہ ہے اب انسان کی عقل و اخلاق و غیرت کا یہ تقاضہ ہے کہ وہ اپنے اوپر احسان کرنے والے خالق و رحمٰن کا شکریہ بھی ادا کرے اور یہ بات واضح ہے کہ دنیا میں جب انسان دوسرے پر احسان کرتا ہے تو زندہ انسان کا ضمیر اسے یہی کہتا ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرو اور اگر وہ انسان شکریہ ادا نہیں کرتا تومسلسل بے آرامی ، بے سکونی اور گلٹی فیل کرتا رہتا ہے بالکل اسی طرح اپنے حقیقی منعم ، اپنے خالق اور بے شمار احسانات و نعمات عطا کرنے والے اللہ کا جب انسان شکر ادا نہیں کرتا تو اس کے نفس میں بے آرامی اور بے سکونی پیدا ہوجاتی ہے چونکہ انسان اپنے عقلی و اخلاقی فریضے سے ہٹ رہا ہے۔

پس انسان اپنی روح کوپر سکون رکھنے کے لئے اس بات کی طرف محتاج ہے کہ بے شمار اور ان گنت نعمتیں دینے والے خالق سے اپنا رشتہ جوڑے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو طریقہ بھی سکھایا اور چوبیس گھنٹوں میں پانچ دفعہ مختلف وقفوں کے ساتھ انسان کو اپنی بارگاہ میں آنے کا حکم دیا تاکہ انسان اور عبد کا چوبیس گھنٹوں میں مکمل ایک رابطہ قائم رہے اور انسان مسلسل اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ رہے جب صبح آنکھ کھلے تو اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجائے جب دن چڑھے سورج درمیان آسمان کو پہنچے

تو بھی اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور جب سونے لگے اور سورج غروب ہو جائے تو بھی اللہ کی بارگاہ میں متوجہ ہو جائے۔

لیکن اگر چوبیس گھنٹوں میں انسان اپنے اللہ ،اپنے مالک و رب کے ساتھ تعلق بنانے میں ، اس کا شکریہ ادا کرنے میں سستی کرے گا تو انسان کی زندگی بے سکونی و بے آرامی کا شکار ہوتی چلی جائے گی ظاہری بات ہے جب انسان پر کوئی اتنے زیادہ احسان کر رہا ہو اور انسان اسے شکریہ تک ادا نہ کہہ رہا ہو تو انسان کا ضمیر ، انسان کی روح بے سکونی کا شکار ہو جاتی ہے ۔

ہم جانتے کہ جس زمانے سے ہم گزر رہے ہیں یہ زمانہ خواہشات نفسانی کا زمانہ ہے کہ جس میں انسان کو اپنے مالک و خالق ،اپنے اوپر احسان کرنے والے کریم اللہ سے غافل کر دیا گیا ہے اور گناہ کے مواقع اس طرح سے آسانی سے میسر ہیں کہ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی اسی دلدل میں چلا جاتا ہے، آج کا دور انٹر نیٹ کا دور ہے ہر کسی کے پاس ایک موبائل ہے اس کا نفس مسلسل اسے گمراہ کر رہا ہے اور ساتھ ہی اس کے پاس مکمل موقع ہے کسی کو کچھ بھی علم نہیں ہونے والا۔

جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو شیطان نے مکمل گناہ کے قریب کر دیا تھا اسی طرح آج کے دور کے ہر انسان کو شیطان نے فحاشی کے قریب کر دیا ہے جس طرح یوسف علیہ السلام کے لئے دروازے بند کر دیے گئے تھے اسی طرح انسان کے کمرے کا دروازہ کھلا ہونے کے باوجود بھی بند ہے اور کسی کو پتہ نہیں چلنے والا چونکہ یہ دور انٹرنیٹ کا دور ہے ہر انسان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جب چاہے گناہ کی طرف چلا جائے !

اب اس مرحلہ میں انسان اپنے اندر کیسے طاقت پیدا کرے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی وہ اللہ کی آواز پر لبیک کہہ دے اور گناہ کو چھوڑ دے ۔

اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انسان پختہ ارادہ اور مضبوط ارادہ کر لے کہ نہیں کروں گا لیکن ایسا ممکن نہیں چونکہ انسان بہت کمزور ہے اور اس کے پختہ سے پختہ ارادے بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اگر ہم قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت کو دیکھیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو گناہ سے کیسے بچایا جب کہ وہ معصوم انسان تھے ہم جیسے گناہگار بھی نہ تھے ۔

تو قرآن مجید میں بڑا واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے رب پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اس گناہ سے بچے تھے یعنی یوسف علیہ السلام نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں اپنے پختہ ارادہ کی وجہ سے بچ گیا! پھر قرآن مجید نے بڑے واضح انداز میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بیان کو نقل فرمایا:

وَ مَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيم

اور میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں قرار دیتا کہ نفس بہرحال برائیوں کا حکم دینے والا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے کہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔سورہ یوسف آیت ۵۳

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ بیان نہیں دیا کہ نفس برائی کا حکم دیتا ہے اور میں یوسف علیہ السلام اتنا پختہ ارادہ رکھتا ہوں کہ نفس کو شکست دے دی بلکہ فرمایا: **إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ** اگر رحمتِ خدا نہ ہوتی تو آج یوسف جیسا معصوم نبی بھی برائی سے نہ بچ پاتا ۔

پس حضرت یوسف علیہ السلام جو کہ نبی اور معصوم ہیں وہ بھی یہ نہیں فرماتے کہ میں اپنے اعتماد اور اپنے مضبوط ارادے سے بچ گیا بلکہ انہوں نے بھی کہا کہ یہ سب اللہ کی میرے اوپر رحم کرنے کی وجہ سے ہے پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم لوگ بھی گناہ سے بچنے کے لئے اللہ سے اس کی رحمت کی بھیک مانگیں ۔

اور اسی فحاشی اور گناہ سے بچنے کے لئے انسان کو نفس کی قوت کی ضرورت ہے اور یہ طاقت اسے نماز سے ملتی ہے چونکہ قرآن مجید میں واضح اعلان ہے :

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَر

یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔(سورہ عنکبوت آیت ۴۵)

نماز خود تو نہیں روکتی لیکن نماز انسان کے اندر اتنی قوت پیدا کرتی ہے کہ وہ انسان برائی کر سکنے کے باوجود بھی برائی سے رک جاتا ہے چونکہ جب انسان چوبیس گھنٹے میں مسلسل اپنے رب ، اپنے خالق سے جڑا رہے گا تو وہ رب بھی اسے یہ طاقت عطا کر دے گا کہ وہ برائی سے بچ سکے ۔

پس نماز ہی وہ نسخہ ہے کہ جس کی بدولت آج کے دور میں انسان برائی سے بچ سکتا ہے اور جس طرح انسان جسمانی صحت اور فٹنس کے لئے محنت کرتا ہے اپنے کھانے پینے اور آرام کا خیال رکھتا ہے اسی طرح اپنی روح کی فٹنس کے لئے بھی انسان کو اس نماز کا خیال رکھنا ہوگا۔

اور جس طرح آج کے دور میں غذائیں خالص نہیں ملتیں اور ماحول بھی آلودہ ہے تو فٹنس کا خیال رکھنے والا انسان مکمل سٹڈی کرتا ہے کہ نیچرل ماحول اور خالص خوراک کو تلاش کرے وہ ہر خوراک کے بارے میں پڑھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کونسی چیز زیادہ کھانے سے اس کا وزن بڑھ جائے گا کونسی خوراک میں شوگر کی مقدار کتنی زیادہ ہے اور دن میں اسے کتنی

شوگر کتنے وٹامنز کی ضرورت ہے اور اپنی فٹنس اور سمارٹ پن کو باقی رکھنے کے لئے اسے مرغن غذائیں چھوڑنی بھی پڑیں تو وہ چھوڑ دیتا ہے وہ اچھی اچھی اور لذیذ مٹھائیاں اور مصالحہ دار کھانوں تک کو قربان کر دیتا ہے کہ کہیں اس کا پیٹ نہ بڑا ہوجائے، کہیں یہ موٹا نہ ہوجائے، کہیں شوگر نہ ہوجائے ۔ یہ بات بہت اچھی ہے کہ انسان صحت کا خیال رکھے اور اپنی خواہشات کی ایک نہ سنے لیکن کیا انسان اپنی روح کا خیال رکھنے کے لئے اتنی فکر کرتا ہے ؟

آج کے دور میں کیا وہ اس خالص نماز کی تلاش کرتا ہے کہ جو اسے گناہوں سے بچانے کی طاقت عطا کر دے؟ کیا وہ نماز کی شرائط و وضو اور طریقوں کو جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ جن کی وجہ سے نماز خالص ہوتی ہے اور جتنی نماز خالص ہوگی اتنا ہی اس کا فائدہ زیادہ ہوگا ؟ انسان یہ تو جانتا ہے کہ وقت پر کھانا کھانے اور سونے سے انسان کی صحت او ر فٹنس باقی رہتی ہے لیکن کیا اپنی روح کی فٹنس اور صحت کے لئے وہ نماز کے وقت کا خیال کرتا ہے یا پھر نماز میں سستی ہی کرتا رہتا ہے اور جب اس کی روح فاسد ہوجاتی ہے اور گناہوں سے نہیں بچ پاتا تو بے سکونی اور بے آرامی اور ٹینشن کی دنیا میں چلا جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میرا تو نماز کے لئے دل بھی نہیں کرتا ۔

انسان کا پھیکے اور بے ذائقہ کھانے کھانے کو بھی دل نہیں کرتا لیکن پھر بھی وہ کھاتاہے کیونکہ اسے علم ہے کہ اس میں وٹامنز زیادہ ہیں اس میں اسے بہت فائدہ ہوگا جسمانی فٹنس کے مسئلے میں وہ دل کی نہیں عقل کی سنتا ہے لیکن روحانی فٹنس میں وہ دل ہی کی کیوں سنتا ہے عقل کی بات پر توجہ کیوں نہیں دیتا ؟؟

اور اسی بات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ آج کے دور میں انسان کو سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اپنی سب سے زیادہ اہمیت اور توجہ نماز پر دے کیونکہ جب تک وہ نماز کو اہمیت نہیں دے گا اس وقت تک آج کے دور میں گناہوں سے نہیں بچ سکے گا ۔

ایک روز جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے اپنے بابا رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

يَا أَبَتَاهْ مَا لِمَنْ تَهَاوَنَ بِصَلَاتِهِ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ

اے بابا جان مردوں اور عورتوں میں سے جو نماز میں سستی کرے اس کے لئے کیا ہے؟

تَهَاوَنَ کا مطلب کسی بات کومعمولی سمجھنا ہے ، اسے اہمیت نہ دینا ہےاور اسے ہلکہ سمجھناہے ۔

پس نماز کو ہلکا اور معمولی سمجھنے کا کیا مطلب ؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نماز تو بجالا لاتا ہے لیکن اس کے باوجود نماز اس کی زندگی میں اہمیت نہیں رکھتی وہ پہلے دوسرے کام کرتا ہے اور پھر نماز کی طرف آتا ہے۔

نماز کو ہلکا سمجھنے کا ایک اور مطلب یہ بھی ہے اور وہ یہ ہےکہ انسان نماز تو پڑھتا ہے اور نماز کے وقت کو بھی اہمیت دیتا ہے لیکن نماز کا کیا طریقہ ہے کس طرح پڑھنی ہے قرائت کیسے کرنی ہے رکوع و سجود کیسے ہونے چاہئیں اور وضوء و طہارت کی کیا شرائط ہیں ان پر کوئی توجہ نہیں دیتا نہ ہی اس کے بارے میں خود سٹڈی کرتا ہے اور نہ ہی کسی سے پوچھتا ہے بس جو اس کے ذہن میں ہو وہی کرتا ہے تو یہ بھی نماز کو ہلکا سمجھنا ہے جب انسان اپنی اور اپنے بچوں کی صحت کے لئے صحت مند اور نقصان دہ غذاؤں کے بارے میں سٹڈی کرتا ہے یا اس کے بارے میں نیٹ یا ٹی وی پر شو بھی دیکھتا ہے لیکن جب اس کی روحانی غذا کا مسئلہ آتا ہےیعنی نماز کے بارے میں اہمیت نہیں دیتا اور اس کو بہت ہی معمولی سمجھنے کی وجہ سے اس کے بارے میں نہ سٹڈی کرتا ہے اور نہ ہی ٹی وی یا نیٹ پر نماز کے بارے میں پروگرامز بھی نہیں دیکھتا۔

پس یہ سب نماز کو ہلکا اور معمولی سمجھنے کی صورتیں ہیں اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے تہاون بالصلاۃ کا لفظ استعمال فرما کر ان سب صورتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال فرمایا۔

تو پیغمبرِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے فاطمہ (علیہا السلام) مردوں اور عورتوں میں سے جو بھی نماز میں سستی کرتا ہے تو اللہ اسے پندرہ چیزوں میں مبتلاء کر دیتا ہے ان میں سے چھ اسی دنیا میں اور تین اس کی موت کے وقت اور تین اس کی قبر میں اور تین قیامت کے دن کہ جب وہ قبر سے نکلے گا۔

جن چھ چیزوں میں وہ اسی دنیا میں مبتلاء ہوجائے گا وہ یہ ہیں:

۱:اللہ اس کی عمر سے برکت کو اٹھا لیتاہے ۔

۲:اللہ اس کے رزق سے برکت کو اٹھا لیتا ہے ۔

(وضاحت: یعنی نماز میں سستی کرنے کی وجہ سے انسان کی صحت اور مال و دولت پر بھی اثرات پڑتے ہیں تو اس پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اگر انسان نماز کو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت دے اور اس کو ہمیشہ ہر کام پر مقدم کرے اور اسے اول وقت میں ادا کرے تو نہ صرف یہ کہ انسان کی روح طاقت ور ہوگی بلکہ اس کی صحت پر بھی اچھے اثرات پڑیں گے کہ جس کی وجہ سے اس کی زندگی میں اضافہ ہوگا اور اسی طرح انسان یہ نہ سمجھے کہ اگر اس

نے نماز کو اپنے کاروبار و بزنس یا اپنی جاب پر زیادہ اہمیت دے دی تو اس کا رزق تھوڑا ہوجائے گا بلکہ بات بالکل الٹ ہے اگر نماز کو زیادہ اہمیت دے گا تو خود اس کے رزق میں بھی برکت ہوجائے گی اور نماز کو اہمیت نہ دے کر اپنے کسی اور کام کو اہمیت دے گا اور پہلے وہ کام کرے گا تو پھر رزق سے برکت ختم ہوجائے گی اور اس میں کمی واقع ہوجائے گی ۔)

۳:اللہ اس کے چہرے سے نیکوں کی پاک علامتیں مٹا دیتا ہے ۔

۴: جو بھی وہ نیک کام کرے گا اسے اس پر اجر نہیں دیا جاتا ۔

۵:اس کی دعا آسمان پر نہیں پہنچتی ۔

۶:نیک لوگوں کی دعاؤں کا اسے حصہ بھی نہیں دیا جاتا ۔

(وضاحت:جب نیک لوگ تمام مؤمنین کے لئے دعا کرتے ہیں کہ مثال کے طور پر اے اللہ تمام مؤمنین کے رزق و مال میں برکت عطا فرما، تمام بیماروں کو صحت عطا فرما تو نماز میں سستی کرنے والے کو ان دعاؤں میں شامل نہیں کیا جاتا)

اور وہ تین چیزیں جن میں موت کے وقت مبتلا ہو گا:

۱:وہ ذلیل ہو کر مرے گا۔ ۲: بھوکا مرےگا۔ ۳:پیاسا مرے گا اگرچہ اسے دنیا کے دریا پلا دیے جائیں تب بھی اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔

اور وہ تین چیزیں کہ جن میں یہ قبر کے اندر مبتلاء ہوگا:

۱:اللہ ایک فرشتے کو موکل فرمائے گا جو اسے قبر میں عذاب دیتا رہے گا۔

۲:اس پر قبر کو تنگ کر دیا جائے گا۔۳:اس کی قبر میں تاریکی ہوگی ۔

اور وہ تین چیزیں کہ جن میں بروز قیامت وہ مبتلا ہوگا:

۱:جب قبر سے اسے نکالا جائے گا تو ایک فرشتے کو اللہ مقرر کرے گا جو اسے چہرے کے بل کھینچ کر لائے گا اور تمام دنیا کی مخلوق اسے دیکھ رہی ہوگی۔

۲:اس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔

۳:اللہ اس کی طرف نگاہ نہیں کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

(ماخوذ از: فلاح السائل و نجاح المسائل ؛ ص۲۲)

اے میرے مؤمن بھائی!

اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

تم امام منتظر علیہ السلام (ہماری جانیں ان پر قربان ہوں)کے جلد ظہور کی خواہش اور اشتیاق تو رکھتے ہو لیکن اگر تم کبھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو تو تمہیں علم ہو گا کہ تم دنیا کے طمع اور وقتی راحت و سکون کے حصول کی خاطر امام المنتظر عجل اللہ فرجہ کے ظہور کا انتظار کرتے ہو کیونکہ تم نے کہیں سے سن یا پڑھ رکھا ہے کہ امام الحجۃ (عجل اللہ فرجہ) کی حکومت کے زیر سایہ پوری زمین کو عدل الٰہی سے بھر دیا جائے گا۔ اے بندۂ مؤمن تم **خوابِ غفلت میں** ہو، تم بغیر کسی حرکت و کوشش کے راحت و سکون کے وسائل حاصل کرنا چاہتے ہو، لیکن زمانۂ ظہور میں قطعاً ایسا نہ ہوگا بلکہ حضرت امام الحجۃ (عجل اللہ فرجہ) اپنے جدِ امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہم سے جُہد، عمل اور سعی کا مطالبہ کریں گے۔

جناب سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں :

(خطبہ فدک سے)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ

وَ أَطِيعُوهُ فِيمَا أَمَرَكُمْ وَ نَهَاكُمْ

اللہ نے جن کاموں کا حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو اور جن سے روکا ہے ان سے بچو۔

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ ..... وَ الصَّلَاةَ تَنْزِيهاً لَكُمْ عَنِ الْكِبْرِ

اللہ نے نماز کو اس لئے فرض کیا ہے تاکہ تمہیں تکبر سے بچائے ۔

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ ..... وَ الزَّكَاةَ تَزْيِيداً فِي الرِّزْقِ

اللہ نے زکات کو اس وجہ سے فرض کیا ہے تاکہ تمہارے رزق میں اضافہ ہو ۔

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ .....وَ الصِّيَامَ إِثْبَاتاً لِلْإِخْلَاصِ

اللہ نے روزے کو تمہارے اوپر اس وجہ سے فرض کیا ہے تاکہ تمہیں اخلاص پر اثبات و استوار کرے۔

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ ..... وَ الْحَجَّ تَشْيِيداً لِلدِّينِ

اللہ نے حج کو تمہارے اوپر اس وجہ سے فرض کیا ہے تاکہ دین کو مضبوطی ملے۔

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ ..... وَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَامَّةِ،

اللہ نے تم پر امر بالمعروف کو اس وجہ سے فرض کیا ہے تاکہ معاشرے کی اصلاح ہو

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ ..... وَ الْبِرَّ بِالْوَالِدَيْنِ وِقَايَةً مِنَ السَّخَطِ

اللہ نے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کواس وجہ سے فرض کیا ہے تاکہ تمہیں اپنی ناراضگی سے بچائے۔

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ ..... وَ الْقِصَاصَ حَقْناً لِلدِّمَاءِ

اللہ نے قصاص کو تمہارے لئے اس لئے فرض کیا ہے تاکہ خون کی حفاظت ہو سکے ۔

(دلائل الإمامة (ط - الحديثة) ص113)

میدانِ محشر میں عظمتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا

مولانا سید رومان رضوی

خوف و ہراس ایسی کہ مارے خوف سے لوگ پسینے میں شرابور !، اضطراب کا یہ عالم کہ سکون مفقود!، رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے نا آشنا !، بھائی بھائی سے انجان !، خود غرضی ایسی کہ اپنے سوا کسی کا خیال نہیں !، ڈر ایسا کہ ہر آن اک نئ مصیبت کے تصور سے بدن میں تھر تھراہٹ !، نقاہت ایسی کہ جسم نحیف و لاغر !،اضطرار ایسا بھیانک اور ہولناک کہ سورج براہِ راست گفتگو کے لئے آمادہ۔

زلزلہ ایسا کہ اذا زلزلت الارض زلزالھا سچ ہوتا ہوا آنکھوں کے سامنے ، طوفان ایسا کہ چاند اور سورج فضائے بسیط میں اڑتے ہوئے نگاہوں کے قریب ، پچھتاوا ایسا کہ اپنے آپ پر لعنت کرنے میں کوئی تکلف نہیں ، ندامت ایسی کہ خود کو فنا کرنے کی تمنا ، عجیب منظر ہے ، محشر ہے ، حشر کا میدان ، ہر آدمی اپنے ماضی پر پشیمان ، تبھی آواز گونجی :

اے اہلِ محشر !

اپنی آنکھوں کو جھکا لو ، اپنی پلکوں کو بچھا دو ، اب اس کی سواری آرہی ہے کہ جس کی اصل رسالت ہے اور اس کی فرع امامت ہے ، قرآن جس کے لب کی جنبش کا نام ہے ، حدیث جس کے افعال و کردار کا آئینہ ہے ، جس کے فضائل پڑھ پڑھ کے انسان مسلمان ہوئے ، مسلمان سلمان ہوئے ، اور انتہاء یہ ہوئی کہ سلمان فخرِ سلیمان ہوئے ۔

اے ہلِ محشر !

ادب و احترام سے کھڑے ہو جاؤ ، اب وہ میدان محشر میں تشریف لا رہی ہیں جو آیۃ اللہ العظمیٰ بھی ہے اور العصمۃ الکبریٰ بھی ہے ، انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا سے جسکی عصمت واضح ہے ۔

اب بی بیؑ وہ آرہی ہیں کہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ میں جو مقصودِ قربیٰ ہے ، اب وہ شہزادی آرہی ہے جس کے پدر سردارِ انبیاء حضرت محمد ﷺ ، جس کی ماں ام المؤمنین خدیجہؑ بنت خویلد ہیں ، جس کے زوج شیرِ خدا ، وجہ اللہ ، نفس اللہ ، عین اللہ ، ید اللہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں ، جسکے گود کے پالے سردارِ جوانانِ جنت ہیں۔

اب وہ نور جلوہ افروز ہونے والا ہے کہ جس کا نور اگر نہ ہوتا تو کاشانہء عصمت بے نور رہ جاتا ، اس کا حسب بھی بے نظیر ہے ، اس کا نسب بھی لاثانی ہے ، مریمؑ و حواؑ اس کی کنیزی پر فخر کریں ، ہاں ! ہاں یہ سواری کسی اور کی نہیں بلکہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی ہے ۔

اب عباس کہتے ہیں کہ میں نے سنا ، امیر المؤمنین علیہ السلام فرما رہے تھے کہ :

ایک دن رسولِ خدا ﷺ فاطمہؑ کے پاس آئے تو انہیں محزون و مغموم

پایا، آپ نے سبب محزونیت دریافت کیا تو بی بیؑ نے فرمایا : مجھے محشر اور لوگوں کا برہنہ کھڑا ہونا یاد آگیا، تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ نے مجھے خداوندِ عزوجل کی جانب سے خبر دی ہے کہ سب سے پہلے جو قبر سے اٹھے گا وہ میں ہوں گا، اس کے بعد میرے والد جناب ابراہیمؑ، پھر تمہارے شوہر علی ابن ابی طالبؑ، اس کے بعد خدائے عزوجل جبرائیلؑ کو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجے گا، پس وہ تمہاری قبر کے اوپر نور کے سات گنبد بنائیں گے، اس کے بعد اسرافیلؑ نور کے تین زیور لے کر تمہارے پاس آئے گا وہ تمہارے سر کے پاس کھڑا ہو کر آواز دے گا :

يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ قُومِي إِلَى مَحْشَرِكِ فَتَقُومِينَ آمِنَةً رَوْعَتُكِ مَسْتُورَةً عَوْرَتُكِ فَيُنَاوِلُكِ إِسْرَافِيلُ الْحُلَلَ فَتَلْبَسِينَهَا وَ يَأْتِيكِ رُوفَائِيلُ بِنَجِيبَةٍ مِنْ نُورٍ زِمَامُهَا مِنْ لُؤْلُؤٍ رَطْبٍ عَلَيْهَا مِحَفَّةٌ مِنْ ذَهَبٍ فَتَرْكَبِينَهَا وَ يَقُودُ رُوفَائِيلُ بِزِمَامِهَا وَ بَيْنَ يَدَيْكِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ بِأَيْدِيهِمْ أَلْوِيَةُ التَّسْبِيحِ

اے فاطمہؑ دختر محمد ﷺ، اپنے محشر کی طرف اٹھو، پس تم اٹھو گی جبکہ تمہار حسن و جمال محفوظ ہوگا اور تم پردوں میں ہو گی، پس اسرافیلؑ وہ زیور آپؑ کو دے گا اور وہ آپؑ پہن لو گی اور آپؑ کے پاس زوقائیل نور کا اچھا اونٹ لے کر آئے گا جس کی لگام لؤلؤ کی ہوگی اور اس پر سونے کی زین ہوگی، تم اس پر سوار ہو جاؤ گی اور زوقائیل کے ہاتھ میں اس کی لگام ہو گی اور تمہارے آگے ستر ہزار فرشتے ہوں گے جن کے ہاتھوں میں تسبیح کے پرچم ہوں گے ۔۔۔!

فَإِذَا جَدَّ بِكِ السَّيْرُ اسْتَقْبَلَتْكِ سَبْعُونَ أَلْفَ حَوْرَاءَ يَسْتَبْشِرُونَ بِالنَّظَرِ إِلَيْكِ بِيَدِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ مِجْمَرَةٌ مِنْ نُورٍ يَسْطَعُ مِنْهَا رِيحُ الْعُودِ مِنْ غَيْرِ نَارٍ وَ عَلَيْهِنَّ أَكَالِيلُ الْجَوْهَرِ مُرَصَّعَةٌ بِالزَّبَرْجَدِ الْأَخْضَرِ فَيَسْرعْنَ عَنْ يَمِينِكِ فَإِذَا سِرْتِ مِنْ قَبْرِكِ اسْتَقْبَلَتْكِ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ فِي مِثْلِ مَنْ مَعَكِ مِنَ الْحُورِ فَتُسَلِّمُ عَلَيْكِ وَ تَسِيرُ هِيَ وَ مَنْ مَعَهَا عَنْ يَسَارِكِ ثُمَّ تَسْتَقْبِلُكِ أُمُّكِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أَوَّلُ الْمُؤْمِنَاتِ بِاللَّهِ وَ بِرَسُولِهِ وَ مَعَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ بِأَيْدِيهِمْ أَلْوِيَةُ التَّكْبِيرِ فَإِذَا قَرُبْتِ مِنَ الْجَمْعِ اسْتَقْبَلَتْكِ حَوَّاءُ فِي سَبْعِينَ أَلْفَ حَوْرَاءَ وَ مَعَهَا آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ فَتَسِيرَانِ هُمَا وَ مَنْ مَعَهُمَا مَعَكِ فَإِذَا تَوَسَّطْتِ الْجَمْعَ وَ ذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ الْخَلَائِقَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَتَسْتَوِي بِهِمُ الْأَقْدَامُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يُسْمِعُ الْخَلَائِقَ

جب تم روانہ ہوگی تو ستر ہزار حوریں تمہارے استقبال کے لئے آئیں گی اور تجھے دیکھ کر خوش ہوں گی، ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی انگوٹھی ہوگی جن میں سے بغیر آگ کے عود و عنبر کی خوشبو آرہی ہو گی، ان میں سے ہر ایک کے سر پر سبز زبرجد اور مختلف جواہرات کا تارج ہو گا اور تمہاری دائیں جانب چلیں گی، جب تم تھوڑا سا چلو گی تو مریم بنت عمرانؑ ستر ہزار حوروں کے ساتھ تمہارا استقبال کریں گی اور تمہیں سلام کریں گی اور ان حوروں کے ساتھ تمہاری بائیں طرف چلیں گی، پھر تمہاری والدہ خدیجہ بنت خویلد تمہارا استقبال کریں گی جو عورتوں میں سب سے پہلے خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لائیں، ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں پرچم تکبیر ہوں گے، جب تم محشر کے قریب پہنچو گی تو حضرت حواؑ ستر ہزار حوروں کے ساتھ استقبال کریں گی اور فرعون کی بیوی ان کے ہمراہ ہو گی، وہ بھی تمہارے ساتھ چلیں گی، جب تم میدانِ محشر کے درمیان پہنچو گی تو منادی عرش کے نیچے سے آواز دے گا :

غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَجُوزَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ص وَ مَنْ مَعَهَا

لوگو! اپنے آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمد ﷺ اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ گزر جائیں ۔

پھر تسلسل کے ساتھ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

فَإِذَا صِرْتِ فِي أَعْلَى الْمِنْبَرِ أَتَاكِ جَبْرَئِيلُ فَيَقُولُ لَكِ يَا فَاطِمَةُ سَلِي حَاجَتَكِ

جب تم منبر کے اوپر جاؤ گی تو جبرئیلؑ خداوندِ متعال کی جانب سے تمہارے پاس آئے گا اور کہے گا اے فاطمہؑ اپنی حاجت بیان کرو ۔

فَتَقُولِينَ يَا رَبِّ أَرِنِي الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَيَأْتِيَانِكِ وَ أَوْدَاجُ الْحُسَيْنِ تَشْخُبُ دَماً وَ هُوَ يَقُولُ يَا رَبِّ خُذْ لِيَ الْيَوْمَ حَقِّي مِمَّنْ ظَلَمَنِي فَيَغْضَبُ عِنْدَ ذَلِكَ الْجَلِيلُ وَ يَغْضَبُ لِغَضَبِهِ جَهَنَّمُ وَ الْمَلَائِكَةُ أَجْمَعُونَ فَتَزْفِرُ جَهَنَّمُ عِنْدَ ذَلِكَ زَفْرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ فَوْجٌ مِنَ النَّارِ وَ يَلْتَقِطُ قَتَلَةَ الْحُسَيْنِ وَ أَبْنَاءَهُمْ وَ أَبْنَاءَ أَبْنَائِهِمْ

پس تم کہو گی : پروردگار! حسنؑ و حسینؑ میرے سامنے آجائیں، پس وہ دونوں تمہارے پاس آجائیں گے، حسینؑ کی گردن کی رگوں سے خون جاری ہوگا اور وہ کہیں گے: پروردگار آج میرا ان لوگوں سے حق لے لو جنھوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اس وقت حق تعالیٰ کے غضب کا سمندر جوش میں آئے گا اور اس کے غضب کو دیکھ کر فرشتے اور جہنم بھی غصے میں آجائیں گے اور جہنم کے شعلے بلند ہو کر میدانِ محشر میں آئیں گے اور امام مظلومؑ کے نہ صرف قاتلوں کو نگل لیں گے بلکہ ان کی اولاد اور اولاد کو بھی نگل لیں گے ۔

(بحار الأنوار (ط - بيروت) ؛ ج۸ ؛ ص۵۳)

بنتِ رسول ﷺ کے فضائل صحیح بخاری و صحیح مسلم میں

(صحیح بخاری مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی فاطمہؑ کو تکلیف دے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ { إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا }

(صحیح مسلم فضائل اہل البیت)

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم پر مبارک کجاوں جیسے نقش کی اونی چادر تھی، پس حسنؑ ابن علیؑ آئے پس آپؐ نے ان کو چادر میں داخل کر لیا، پھر حسینؑ آئے تو وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے، پھر فاطمہ آئیں تو پس آپؐ نے انؑ کو بھی داخل کر لیا پھر علیؑ آئے پس آپؐ نے انؑ کو بھی داخل کر لیا اور پھر آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

(صحیح مسلم فضائل فاطمہ بنت النبی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک فاطمہؑ ہی میرا ٹکڑا ہے جو فاطمہؑ کو اذیت دیتا ہے وہ مجھے اذیت دیتا ہے ۔

فاطِمَة بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَها أَغْضَبَنِي

(صحیح بخاری مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے پس جس نے فاطمہؑ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

فاطِمَة سَيِّدَةُ نِساءِ أَهْلِ الجَنَّة

(صحیح بخاری مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

(صحیح بخاری مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ)

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی کو آخری وقت بلا کر کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں اور پھر کچھ فرمایا تو وہ خوش ہو گئیں عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے فاطمہؑ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھے خبر دی کہ وہ اسی بیماری میں چلے جائیں گے تو میں رونے لگی اور پھر مجھے خبر دی کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں ان سے (جنت) میں ملوں گی تو میں خوش ہو گئی۔

إِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا

وضو کی اہمیت اور اس کا اجر و ثواب

قسط دوم

دعا کی قبولیت میں وضوء کا کردار :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ طَلَبَ حَاجَةً وَ هُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمْ تُقْضَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

عبد اللہ ابن سنان کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی اللہ سے حاجت طلب کرے اور وہ بغیر وضو کے ہو اور اس کی حاجت قبول نہ ہو تو وہ بندہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے ۔

(تہذیب الأحکام (تحقیق خرسان) ؛ ج ۱ ؛ ص۳۵۹)

قَالَ الصَّادِقُ ع إِنِّي لَأَعْجَبُ مِمَّنْ يَأْخُذُ فِي حَاجَةٍ وَ هُوَ عَلَى وُضُوءٍ كَيْفَ لَا تُقْضَى حَاجَتُهُ.

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کی حاجت ہو اور وہ وضو سے ہو تو پس کیسے اس کی حاجت پوری نہ ہو ۔ (وسائل الشیعہ ج ۱ ، ص ۳۷۵)

مسجد میں باوضو داخل ہونے کا ثواب:

مرازم بن حکیم امام صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا :

عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ع أَنَّهُ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِإِتْيَانِ الْمَسَاجِدِ فَإِنَّهَا بُيُوتُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ وَ مَنْ أَتَاهَا مُتَطَهِّراً طَهَّرَهُ اللَّهُ مِنْ ذُنُوبِهِ وَ كُتِبَ مِنْ زُوَّارِهِ

تم مساجد میں آؤ کیونکہ مساجد زمین پر اللہ کے گھر ہیں جو آدمی مسجد میں باوضو آئے اللہ اس کو گناہ سے پاک کر دے گا اور اس کا شمار اپنے زواروں میں سے کرے گا ۔ (وسائل الشیعہ ج ۱ ، ص ۳۸۰)

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بُيُوتِي فِي الْأَرْضِ الْمَسَاجِدُ فَطُوبَى لِعَبْدٍ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ زَارَنِي فِي بَيْتِي أَلَا إِنَّ عَلَى الْمَزُورِ كَرَامَةَ الزَّائِرِ

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

تورات میں لکھا ہوا تھا زمین میں میرے گھر مساجد ہیں ، پس خیر و بھلائی ہو میرے اس عبد کے لئے جو گھر میں وضو کرتا ہے اور پھر میری میرے گھر میں زیارت کرتا ہے ، بے شک زائر کا اکرام کرنا مزور پر ضروری ہے ۔ (وسائل الشیعہ ج ۱ ، ص ۳۸۱)

عمر کے زیادہ ہونے اور شہید کا اجر و ثواب ملنے میں وضو کا کردار:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَا أَنَسُ أَكْثِرْ مِنَ الطَّهُورِ يَزِيدُ اللَّهُ فِي عُمُرِكَ وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ عَلَى طَهَارَةٍ فَافْعَلْ فَإِنَّكَ تَكُونُ إِذَا مِتَّ عَلَى طَهَارَةٍ مِتَّ شَهِيداً.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس تم بہت کثرت سے وضو کرو ، اللہ تمہاری عمر میں اضافہ کرے گا ، اگر تم دن رات وضو سے رہنے کی قدرت رکھتے ہو تو دن رات وضو سے رہو کیونکہ اگر تم وضو کی حالت میں مرے تو تم شہید مروگے ۔ (وسائل الشیعہ ج۱، ص ۳۸۳)

حاملہ عورت سے حالت وضو میں جماع کرنے کے آثار:

قَالَ: يَا عَلِيُّ إِذَا حَمَلَتِ امْرَأَتُكَ– فَلَا تُجَامِعْهَا إِلَّا وَ أَنْتَ عَلَى وُضُوءٍ– فَإِنَّهُ إِنْ قُضِيَ بَيْنَكُمَا وَلَدٌ يَكُونُ أَعْمَى الْقَلْبِ بَخِيلَ الْيَدِ.

پیغمبر اسلام ﷺ مولا علیؑ کے ذریعے اپنے امتیوں کو بتا رہے ہیں کہ یا علیؑ جب عورت حاملہ ہو تو اس کے ساتھ وضو کر کے جماع کرو کیونکہ اگر حمل کے نتیجے میں لڑکا پیدا ہو اور بغیر وضو کے جماع ہوا تو یہ لڑکا دل کا اندھا اور کنجوس ہوگا۔(وسائل الشیعہ ج۱، ص ۳۸۵)

حدث کے بعد وضو ترک کرنا ایک قسم کا ظلم ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ص يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ أَحْدَثَ وَ لَمْ يَتَوَضَّأْ فَقَدْ جَفَانِي وَ مَنْ أَحْدَثَ وَ تَوَضَّأَ وَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقَدْ جَفَانِي وَ مَنْ أَحْدَثَ وَ تَوَضَّأَ وَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَ دَعَانِي وَ لَمْ أُجِبْهُ فِيمَا سَأَلَنِي مِنْ أَمْرِ دِينِهِ وَ دُنْيَاهُ فَقَدْ جَفَوْتُهُ وَ لَسْتُ بِرَبٍّ جَافٍ

پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں: اگر کسی سے ایسی شے سرزد ہو جو وضو کو باطل کر دیتی ہے اور اس کے بعد وہ وضو نہ کرے تو اللہ فرماتا ہے اس بندے نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور اگر وضو کے بعد دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو تو اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا ہے اور اگر حدث کے بعد کوئی وضو کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول نہ کروں تو میں اللہ نے اس سے ظلم کیا اور میں ایسا ظالم رب نہیں ہوں۔ (وسائل الشیعہ ج ۱، ص ۳۸۲)

وسعتِ رزق میں وضو کا کردار:

أَنَّهُ ص شَكَا إِلَيْهِ رَجُلٌ قِلَّةَ الرِّزْقِ فَقَالَ ص أَدِمِ الطَّهَارَةَ يَدُمْ عَلَيْكَ الرِّزْقُ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ذَلِكَ فَوُسِّعَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ.

پیغمبر اسلام ﷺ سے ایک آدمی نے رزق کے کم ہونے کی شکایت کی تو پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا تم ہمیشہ طہارت سے رہو، رزق ہمیشہ آپ کے پاس رہے گا تو اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اس کا رزق وسیع ہوگیا۔

(مستدرک الوسائل ج۱، ص ۳۰۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضروری ہے کہ ہر طالب علم اس بات کی طرف متوجہ رہے کہ

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

اس کی زندگی اور وقت سے گزرنے والا ہر وہ منٹ کہ جس میں اس نے کوئی علمی ثمرہ حاصل نہیں کیا، جس میں اس نے کسی قسم کی تعلیمی سرگرمی سرانجام نہیں دی اور جس میں اس نے تعلیم کو نظر انداز کیا ہے وہ منٹ قیامت تک کبھی واپس نہیں آئے گا۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: بی بی شہر بانو اور بی بی رقیہ بنتِ علی علیہ السلام کے مزارات حقیقی ہیں یا نہیں کیونکہ بی بی شہر بانو کی وفات تو مدینہ منورہ میں ہوئی تھی اور ان کا مزار تہران میں کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ !ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ کربلا کے تفصیلی و جزئی واقعات کی تفصیل صحیح روایات سے ثابت کرنا بہت مشکل ہے اور اسی طرح امیر المومنینؑ کی تمام ازواج اور تمام بیٹیوں کی بلکہ بعض بیبیوں کے بیٹوں کی بھی تاریخ روایات کے اعتبار سے واضح نہیں ہیں۔ والسلام

سوال: ایک مولانا اگر معذور ہوں لیکن سجدے کے سات اعضاء زمین پر صحیح طرح لگا سکتے ہوں کیا وہ بھی جماعت نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ !اگر مولانا نماز کے ارکان صحیح طریقے سے پورے ادا نہیں کر سکتے تو نماز باجماعت نہ پڑھائے۔ واللہ العالم

سوال: سفر میں فرض نماز قصر ہوتی ہے، جو بندہ فرض کے ساتھ اپنے بچپن کی قضاء پڑھ رہا ہے کیا وہ قضاء کو بھی قصر کرے گا؟

جواب: بسمہ سبحانہ !جس طرح نماز قضاء ہوئی تھی اسی طرح ہی اس کی قضاء پڑھی جائے گی مثلاً اگر وطن میں چھوٹی تھی تو پوری قضاء کریں گے اور اگر سفر میں چھوٹی تھی تو اس کی قصر ہی قضاء کریں گے۔ واللہ العالم

سوال: لیکن آغا اب بچپن کی قضاء ہوئی نمازیں تو یاد نہیں رہتیں کہ سفر میں تھا یا نہیں تو اس صورت میں ہم کیا کریں سفر میں قضاء کریں یا سفر میں بھی پوری ہی پڑھیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ !اگر انسان کو علم نہ ہو کہ جو نماز قضا ہوئی تھی وہ سفر میں ہوئی تھی یا وطن میں یعنی پوری چھوٹی تھی یا قصر چھوٹی تھی تو اس کا فریضہ ہے کہ دونوں ادا کرے یعنی ظہر کی چار رکعت بھی پڑھے اور دو رکعتیں بھی پڑھے یا اس کے برعکس۔ واللہ العالم

سوال: روڈ پر جو پانی ہوتا ہے اس کا زرا سا بھی قطرہ جسم پر لگ جائے تو وہ ناپاک ہوگا یا نہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ !جب تک اس کے نجس ہونے کا علم نہ ہو تو اسے پاک سمجھا جائے گا۔ واللہ العالم

سوال: نماز پڑھتے ہوئے سلام کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟ مسجد میں بعض دفعہ لوگ داخل ہوتے ہوئے سلام کرتے ہیں جبکہ مسجد میں موجود افراد میں سے کچھ لوگ نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں تو ان کیلئے اس سلام کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

جواب: بسمہ سبحانہ !جو نماز میں نہیں ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی سلام کا جواب دے دیا تو کافی ہے اور اگر نمازی کو بھی سلام کیا ہے تو نماز پڑھنے والے کے لئے نماز میں سلام کا جواب دینا واجب ہے مگر نمازی صرف انہی الفاظ کو دہرائے گا جو سلام کرنے والے نے کہے ہیں۔ مثلاً اگر کسی نے نماز پڑھنے والے کو سلام علیکم کہا ہے تو نماز پڑھنے والا جواب میں صرف سلام علیکم ہی کہے گا۔ واللہ العالم

سوال: کالج کی بس پر سفر کرتے ہوئے بس میں گانے لگائے جاتے ہیں، انتظامیہ کو خبر دینے کے باوجود، اکثریت کی خواہش پر دوبارہ چلا دیے جاتے ہیں،ان حالات کیا بس میں سفر کرنا جائز ہے؟اور انتظامیہ سے شکایت کرنے کا کیا حکم ہے (جبکہ یہ بھی باقیوں کی نظر میں برا سمجھا جائے گا) اور کیا خرچہ کر کے الگ سواری کا بندوبست کرنا لازم ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ!اگر الگ سفر کر سکتے ہیں تو یہ سب سے بہتر ہے اور اگر ایسا نہ کر سکیں اور ان کو گناہ سے روکنے کے باوجود بھی وہ نہ رکیں تو آپ بس میں بیٹھ کر سفر کریں لیکن گانوں کی طرف توجہ نہ دیں۔ واللہ العالم

سوال: کیا اگر صبح فجر کے وقت اٹھنا ممکن نہ ہو (آنکھ ہی نہ کھلتی ہو)

تو رات سونا حرام اور جاگنا واجب ہے؟

جواب:بسمہ سبحانہ !معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں خدا کا ڈر بہت کم ہے ورنہ اگر آپ کو کسی ڈیوٹی پر اسی وقت جانا ہوتا تو آپ کیسے اٹھتے، کیا الارم والی گھڑی اپنے پاس نہ رکھتے یا اپنے گھر والوں کو نصیحت نہ کرتے کہ آپ کو بیدار کریں۔ لہٰذا ایسا ہی صبح کی نماز پڑھنے کے لئے کریں۔

اور اس کے لئے عزم اور ارادے کی پختگی کی ضرورت ہے نہ کہ صرف دعا کی ضرورت ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی بندہ سورہ کہف کی آیت نمبر 110 کی تلاوت کر کے سوئے گا تو وہ جس وقت اٹھنے کا ارادہ کرے گا اسی وقت خدا اسے بیدار کر دے گا اور اسی سے بیدار ہو جائے گا مگر اٹھ کر نماز کی ادائیگی اس کا اپنا فریضہ ہے۔ والسلام

سوال:لڑکا اور لڑکی نے ماں باپ کی اجازت کے بنا عدالتی شادی کر لی اور اب ایک سال کے بعد دونوں (لڑکے اور لڑکی) کے ماں باپ راضی ہیں کہ اب ان کا نکاح شیعہ طریقہ کے مطابق کیا جائے تو اب شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:بسمہ سبحانہ !دوبارہ شیعہ طریقہ کے مطابق نکاح کیا جائے۔ واللہ العالم

سوال: نماز پنج گانہ کی واجب نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اختیاری طور پر سورہ فاتحہ کے بعد والی سورہ کو ایک سے زیادہ بار پڑھنے یا اک سے زیادہ سورہ پڑھنا مخصوص سورہ کے علاوہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:بسمہ سبحانہ !ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد صرف ایک ہی سورہ پڑھنی ہو گی۔اور جن دو سورتوں کا اکٹھا پڑھنا واجب ہے وہ سورہ الم نشرح اور سورہ والضحیٰ ہیں۔ واللہ العالم

سوال:اگر قابل اعتماد عالم نہ ہوں، تو مجتہد عالم کی پہچان کیسے کرے؟

جواب:بسمہ سبحانہ ! مرجع کے اجتہاد ثابت کرنے کے لیے اور اس کو تقلید کے لائق اعلم ثابت کرنے کے لیے دو ایسے گواہوں کی ضرورت ہے کہ جن میں درج ذیل چار صفتیں پائی جائیں ۔

1۔وہ دونوں گواہ یا خود مجتہد ہوں یا اجتہاد کے قریب پہنچ چکے ہوں ۔

2۔ان کی بار بار علمی گفتگو ان مجتہدین سے ہو چکی ہو کہ جن کے درمیان اعلم کی تشخیص کرنا چاہتے ہوں ۔

3۔وہ دونوں گواہ دیندار ہوں تا کہ غلط بیانی کر کے اپنے دین کو دوسروں کی دنیا کے عوض فروخت نہ کریں ۔

4۔دونوں گواہ روشن فکر ہوں تا کہ ظاہری زرق و برق سے دھوکہ میں آکر کسی کی اعلمیت کی گواہی نہ دیں ۔

اور اگر ایسے دو گواہ میسر نہ ہوں تو وقتی طور پر سر دست اس مجتہد کی تقلید کریں کہ جو آپ کے مسائل کو سمجھ کر آپ کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہو اور آپ کے رہن سہن اور حالات سے واقف ہو اور دل میں قصد رکھیں کہ جب کسی اور مجتہد کے اعلم ہونے کا مذکورہ بالا شرائط یافتہ دو گواہوں سے ثابت ہو جائے تو اس مجتہد اعلم کی تقلید کریں گے۔ واللہ العالم

اسلام امن وسلامتی، محبت اور مشترکہ پُر امن زندگی کا مکمل نظام ہے

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے جنیوا سے آئے ہوئے وفد کی ملاقات

مرجع عالی قدر آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کو آئے جینیوا سے انسانی امور کی تنظیم کے وفد سے اپنے خطاب میں طرفین میں آپسی مصالحت کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آپسی مصالحت کو تمام آسمانی ادیان فروغ دیتے ہیں اور ان ادیان کے سربراہوں نے خون خرابے کے بدلے آپسی تفاہم کا پرچم بلند کئے رکھا اور یہی اسلام کا اساسی اور بنیادی اصول ہے لیکن کچھ ایسے لوگ اسلام میں داخل ہوئے کہ جنہوں نے اسلام کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھا اسی کے نتیجے میں فرقوں اور دہشت گردانہ تنظیموں کا وجود عمل میں آیا جس سے اسلام مکمل طور پر بَری ہے اور اسلام کا ان سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے ارشاد فرمایا کہ اسلام امن وسلامتی، محبت اور مشترکہ پُر امن زندگی کا مکمل نظام ہے اوراس پر بہترین دلیل حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی جانب سے مصر میں اپنی جانب سے مقرر کئے گئے گورنر حضرت مالک اشترؓ کو نصیحت ہے جس میں ارشاد فرمایا کہ:

لوگ دو طرح کے ہیں ایک تو تمہارا دینی و مذہبی بھائی ہے اور دوسرا تمہاری طرح انسان ہے۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے اس اصلاحی منصوبے کے مقابل دنیا میں کوئی اور اصلاحی منصوبہ اس حیثیت کا مالک نہیں ہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے فرمایا کہ عدالت مظلوموں کو انصاف کی فراہمی اور ظالموں کو انکے کیفر کردار تک پہنچانے کو یقینی بنائے اس لئے کہ یہ وہ حق ہے کہ جسکی ضمانت آسمانی ادیان اور ہمدرد دنیاوی قوانین نے بھی لی ہے اور اسی کے ذریعہ معاشرے کی حفاظت اورظالموں کو معاشرے میں فتنہ و فساد، ظلم و دہشت گردی سے روکا جا سکتا ہے۔

برطانوی ثقافتی کونسل کے صدر کی مرجع عالی قدر دام ظلہ ملاقات

مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں عراق میں برطانوی ثقافتی کونسل کی صدر ڈاکٹر ویکٹوریا نانسی سے اپنے خطاب میں فرمایا کہ عالمی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ اپنے معاشرے میں عراق کے بارے پائے جانے والے وہم و گمان کو دور کریں اسلئے کہ عراقی عوام امن و سلامتی اور مشترکہ پرامن زندگی گذارنے کی عادی ہےاور اسی کی داعی ہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے بیان فرمایا کہ عراقی عوام ان صفات میں امتیازی حیثیت رکھتی ہے کہ جو عالمی امن کو بڑھاوا دینے

والی ہیں جیسے کرم، غیرت و حمیت، شجاعت اور ذہانت انہوں نے فرمایا کہ میں عالمی تنظیموں کو ان صفات کا بدقت مطالعہ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ جس سے عراقی معاشرہ سرشار ہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے مزید بیان کیا کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ عراق آگے بڑھے تو عراقیوں کو انکے امور خود دیکھنے دیں اور انکی دیرینہ ثقافت کے خلاف اجنبی ثقافتوں کے حملے بند کریں اسلئے کہ ان ثقافتی حملوں کی وجہ سے عراق، انکے افکار اور انکی ذاتی اختراعات کو پروموٹ کرنے کی منڈی بن گیا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ اسلام دین ہدایت ہے اور یہ دین آج کے زمانے کے لوگوں تک دو راستوں سے پہنچا ہے ایک انکے ذریعہ کہ جو پہلے مسلمان نہیں تھے بعد میں اسلام لائے اور اپنے آپ کو دین کا حامل سمجھنے لگے لیکن دوسرا راستہ جس کے ذریعہ اسلام پہنچا وہ رسول اللہؐ کی اولاد اور انکے اہلبیت علیہم السلام کا ہے لہذا ان علیہم السلام کے ذریعہ جو دین پہنچا ہے وہی حقیقی اور صحیح اسلام ہے.

حجۃ الاسلام مولانا سید علی رضا رضوی صاحب کی اپنے وفد سمیت مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

مرجع عالی قدر آیۃ اللہ العظمی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں زیارت کو آئے بر صغیر کے علمائے کرام (مقیمین یورپ) کا حجۃ الاسلام مولانا سید علی رضا رضوی دام عزہ (صدر مجلس علماء شیعہ یورپ) کی قیادت میں خیر مقدم کرتے ہوئے ان سے خطاب میں فرمایا کہ زیارتیں دو طرح کی ہوتی ہیں جبکہ دونوں زیارت ہی ہیں، لیکن دوسری قسم کی زیارت زیادہ کار آمد و مفید ہے ان میں سے ایک وہ ہے کہ جس میں زیارت کرنے والا صرف لینے آتا ہے اور دوسری یہ کہ زیارت کرنے والا لینے آتا تو ضرور ہے لیکن خود بھی ساتھ کچھ ہدیہ یا تحفہ لے کر آتا ہے اور اس ہدیے اور تحفے میں مقابل کی شخصیت اور عظمت و منزلت کا خیال رکھنا عقلمندوں کا شیوہ ہے، انہوں نے فرمایا کہ یقیناً آپ پہلی قسم کی زیارت کو ناکافی سمجھتے ہوئے دوسری قسم کے زائر بننے کی کوشش کریں گے کہ جو لینے کے ساتھ ساتھ کچھ دینے بھی آئے ہیں لہذا میں آپ لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ فکر کریں کہ ہم امام علیہ السلام کی عظمت و خدمت بابرکت میں کیا پیش کریں جو انکی شان، عظمت و منزلت کے لحاظ سے ہو۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے مزید فرمایا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان کے دربار میں حاضر ہو کر مانگنا غلط ہے بلکہ معصومین علیہم السلام دعاؤں کی قبولیت کا بہترین وسیلہ ہیں، ہم ان کے در پر نہیں جائیں گے تو کہاں جائیں گے!

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے انکی زیارتیں مقبولِ بارگاہِ خداوندی ہونے کے لئے دعائیں کرتے ہوئے مؤمنین کرام کی صحت و سلامتی کے لئے بھی دعائیں فرمائیں

وفد کی جانب سے حجۃ الاسلام مولانا سید علی رضا رضوی دام عزہ نے مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کا قیمتی وقت دینے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

مذکورہ وفد نے اپنے حالیہ دورے کے ضمن میں مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی جانب سے قائم کردہ اور انکی زیر سرپرستی خدمت انجام دینے والے ادارے "انوار نجفیہ فاؤنڈیشن" اور "مدارس دار الزہراء علیہا السلام" کا بھی دورہ کیا کہ جہاں فاؤنڈیشن کے سربراہ حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے انکا استقبال کیا اور فاؤنڈیشن کی جانب سے پیش کی جارہی خدمات سے انہیں متعارف کرایا۔

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

تجربات اور مشاہدات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو Student کسی معمولی علمی مرتبہ یا کسی خاص ڈگری کو فقط اپنا ہدف قرار دیتا ہے اور اس کے حصول کی کوشش پر ہی راضی رہتا ہے وہ اکثر طور پر اس علمی مرتبہ سے کم کو ہی حاصل کر پاتا ہے اور اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس بناء پر ضروری ہے کہ Student اپنا ہدف انتہائی بلند بلکہ اپنے Subjects میں سب سے بلند قرار دے اور اس میں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے محنت اور لگن کے ساتھ کوشش کرتا رہے اور ہر ممکن طریقہ سے بلند علمی مراتب کو حاصل کرے۔

سالانہ ممبر شپ 300 روپے

مرکزی ایڈریس:

امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر 2، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان